شاہ محمد جعفر پھلواروی

مسلم خاندانی قوانین اور اسلام

عائلی قوانین کا آرڈی نینس دراصل ان سفارشات پر مبنی ہے جو عائلی کمیشن نے اس آرڈی نینس سے تقریباً پانچ سال پہلے پیش کی تھیں لیکن شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ خود کمیشن کی رپورٹ سے ایک سال پہلے میں ایسی ہی تجاویز ایک کتابچے کی شکل میں پیش کر چکا تھا، جس کا نام ہے "ازدواجی زندگی کے لئے اہم قانونی تجاویز"۔ یہ کتابچہ اور کمیشن کی رپورٹ ایک ساتھ سامنے رکھ کر ملاحظہ فرمائیے تو تجاویز اور دلائل کی یکسانی بتادے گی کہ ان دونوں میں کس قدر مطابقت ہے۔ یہ تمہید اس لئے عرض کرنی پڑی کہ آپ یہ نہ خیال فرمائیں کہ آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد میں اس کی تائید کرنے لگا ہوں، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میری تجاویز شائع ہونے کے بعد عائلی کمیشن کی رپورٹ شائع ہوئی اور کمیشن کی رپورٹ کے چار پانچ سال بعد یہ آرڈی نینس نافذ ہوا۔ گویا یہ آرڈی نینس میرے دل کی آواز ہے، میری آرزو اور میری مسرت کی تکمیل ہے۔

میں نے جہاں تک غور کیا ہے اس آرڈی نینس میں کوئی دفعہ ایسی نہیں جو اسلامی تعلیم یا اسلامی مزاج کے خلاف ہو۔ ہر ایک کے لئے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور فقہ اسلامی کے حوالے اور عقلی دلائل موجود ہیں میرے کتابچے میں بھی اور عائلی کمیشن کی رپورٹ میں بھی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک دو جگہ ایسے مسلک کو اختیار کیا گیا ہے جس کو عام طور پر قابل ترجیح نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن ضرورت کے وقت قوی مسلک کی بجائے ضعیف مسلک کو قبول کر لینا بھی نہ صرف درست بلکہ بعض اوقات ضروری ہو جاتا ہے۔

اب آیئے آرڈی نینس کی دفعات کو اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھیں۔

(۱) سب سے پہلے نکاح کے رجسٹریشن کو دیکھیے۔ ہمیں قرآن، حدیث اور فقہ میں یہ حکم کہیں نہیں ملا کہ

یہ مقالہ بنیادی جمہوریت مغربی پاکستان کی صوبائی کنونشن منعقدہ لاہور میں پڑھا گیا تھا۔

رجسٹریشن ناجائز ہے اس لئے مت کراؤ۔ اصول یہ ہے کہ جس چیز کی کتاب و سنت میں ممانعت نہ ہو وہ جائز ہوگی۔ بجز اس کے کہ اس کا نقصان فائدے سے زیادہ ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہارون الرشید کے دور خلافت میں نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ ذمیوں کو بھی اپنا نکاح قاضیوں کے پاس رجسٹر کرانا پڑتا تھا۔[1] اگر یہ قابل اعتراض ہوتا تو اس دور کے قاضی القضاۃ امام ابو یوسف سب سے پہلے اس کے خلاف فتویٰ دیتے۔ سوال یہ ہے کہ نکاح لکھوا دینے میں کون سا گناہ ہے جب کہ اس سے کم درجہ کی چیز یعنی میعادی قرض کو لکھ لینے کا حکم قرآن میں موجود ہے۔[2]

(۲) اس کے بعد تعداد ازدواج کے مسئلہ کو لیجئے۔ اس سلسلہ میں چند سوالات کو پہلے حل کر لینا چاہیئے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ قرآن نے تعدد ازدواج کی حوصلہ افزائی کی ہے یا حوصلہ شکنی کی ہے؟ ہماری تحقیق یہ ہے کہ قرآن کریم تو تعدد زوج کو پسند فرماتا ہے اور تعدد ازدواج کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ حوصلہ افزائی یہ فرما کر ہو سکتی تھی کہ مسلمانو! خوب شادیوں پر شادیاں کئے چلے جاؤ، اللہ تعدد ازدواج کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور دیکھو فلاں فلاں انبیاء نے تعدد ازدواج کا کیسا عمدہ نمونہ پیش کیا ہے تم کو بھی انہی کی پیروی کرنی چاہیئے۔ ایسا کوئی حکم کتاب و سنت میں نہیں بخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ایسی ترغیبات کی بجائے قرآن تعدد ازدواج پر کچھ قدغنیں لگاتا ہے مثلاً وہ کہتا ہے کہ اگر یتیموں کا مسئلہ حل کرنا ہو تو چار تک شادیاں کر لو۔[3] پھر کہتا ہے کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو بس ایک ہی بیوی پر قناعت کرو۔[4] پھر یہ بھی بتا دیا کہ بیویوں کے درمیان عدل قائم رکھنا تمہاری استطاعت سے باہر ہے۔[5] نیز یہ بھی کہتا ہے کہ بیوی کے اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں۔[6] یعنی اگر اخراجات کا تحمل نہ ہو تو ایک شادی سے بھی احتراز کرنا چاہیئے، چہ جائیکہ متعدد شادیاں کی جائیں۔ غرض یہ تمام پابندیاں ظاہر کرتی ہیں کہ قرآن تعدد ازدواج کی حوصلہ شکنی تو کرتا ہے مگر حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ اس کے باوجود بعض مواقع پر تعدد ازدواج ناگزیر بھی ہوتا

---

[1] محمڈن لا از امیر علی ج ۲ ص ۳۷

[2] اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ۔ [3] وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع [4] وان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ [5] ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم [6] وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن۔

ہے۔ اس لئے حوصلہ شکنی کے ساتھ ساتھ قرآن نے اس کا دروازہ کھلا بھی رکھا ہے تاکہ اگر ناگزیر حالت یا ضرورت پیش آئے تو اس اجازت سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکے۔ اور موجودہ آرڈی نینس میں بھی یہ لچک موجود ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ تعدد ازدواج صرف مباح ہے یا فرض و واجب بھی ہے؟ تمام عالم اسلام ہمیشہ سے اس پر متفق رہا ہے کہ یہ اجازت و اباحت ہے جو کسی کے نزدیک بھی ضروری نہیں۔ جب صورت حال یہ ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی معاشرتی مصلحت سے ایک اسلامی حکومت کسی مباح پر پابندی لگا سکتی ہے یا نہیں؟ ہمارے نزدیک اس کا جواب اثبات میں ہے۔ اگر حکومت کو یہ اختیار ہے کہ منگل اور بدھ کو ذبیحے کی دوکانیں بند کرا دے اور اگر اسے یہ حق بھی ہے کہ دعوتوں پر پچیس یا پچاس آدمیوں سے زیادہ نہ ہونے کی قید لگا دے تو اسے یہ حق بھی پہنچتا ہے کہ تعدد ازدواج اس وقت تک نہ ہونے دے جب تک اس کی واقعی ضرورت نہ ثابت کر دی جائے اور تعدد کی شرائط پوری ہونے کا یقین نہ دلایا جائے۔ اس قسم کی پابندی میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔[۱]

(۳) بالکل یہی شکل طلاق کی بھی ہے۔ طلاق بھی صرف مباح ہے فرض یا واجب نہیں۔ مباح بھی ایسا کہ اسلام اس کی حوصلہ افزائی نہیں بلکہ حوصلہ شکنی کرتا ہے اور اس پر بھی پابندیاں عاید کرتا ہے۔ مثلاً (۱) طلاق ابغض المباحات ہے۔ (۲) دفعتاً تین طلاقیں دینا کتاب اللہ کا مذاق اڑانا ہے (۳) طلاق سنی یا طلاق احسن دینا چاہیئے۔ (۴) تین ماہ زوجین کو ایک ہی گھر میں رہنا چاہیئے (۵) فریقین کی طرف سے ایک ایک حکم لے کر باہمی مصالحت کی کوشش کرانی چاہیئے (۶) شوہر ہی کے ذمے اس درمیانی عرصے کا نان و نفقہ ہوگا۔ (۷) اگر ولادت ہو جائے تو اس کا حقِ رضاعت دو سال اور حقِ حضانت سات سال تک دینا ہوگا۔ (۸) ایامِ ماہواری اور حالتِ حمل میں طلاق دینے کی ممانعت ہے (۹) دو گواہ ضروری ہیں۔[۲] غرض اس طرح کی پابندیاں بتاتی ہیں کہ اسلام نے طلاق کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔ لہذا اگر لوگ

---

[۱] میرا ایک کتابچہ اس موضوع پر بھی شائع ہو چکا ہے جس کا نام ہے "تعدد ازدواج" اس میں یہ مباحث تفصیل سے موجود ہیں۔

[۲] ان تمام احکام کے حوالوں کے لئے دیکھیے "ازدواجی زندگی کے لئے اہم قانونی تجاویز" صفحہ ۴۱ تا صفحہ ۵۲ جو ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور سے شائع کی گئی ہے۔ "تعدد ازدواج" بھی یہاں سے شائع ہوئی ہے۔

ان طلاقی شرائط کو ملحوظ نہ رکھتے ہوں تو حکومت اسلامیہ کا فرض ہے کہ مناسب پابندیوں کو نافذ کرکے طلاق کے امکانات کو روکے یا کم کردے۔ یہاں بھی بالکل وہی صورت ہے کہ کسی وقت طلاق ناگزیر بھی ہوتی ہے، اس لئے اس کی حوصلہ شکنی کے باوجود اس کا دروازہ کھلا ہے تاکہ ضرورت کے وقت اسے کام میں لایا جاسکے بہرحال اس معاملے میں بھی موجودہ آرڈی نینس اسلام کے مطابق ہی ہے۔ خلاف اسلام نہیں۔

(۴) موجودہ آرڈی نینس میں کم سنی کی شادی سے بھی روکا گیا ہے اور یہ بھی عین منشائے قرآنی کے مطابق ہے۔ قرآن میں حتیٰ اذا بلغوا النکاح فان آنستم منھم رشداً فادفعوا الیھم اموالھم (جب وہ عمر نکاح تک پہنچ جائیں تو اگر ان میں رشد پاؤ تو ان کو ان کا مال سپرد کردو) ظاہر کرتا ہے کہ رشتۂ ازدواج مال کی سپردگی سے زیادہ اہم اور زیادہ نازک ہے۔ پس ازدواج کے لئے بھی بلوغ اور نہ صرف بلوغ بلکہ رشد و عقل بھی ضروری ہونا چاہیئے۔ کم سنی کی شادی کی تائید میں صرف ایک روایت پیش کی جاتی ہے اور وہ بھی غلط کہا جاتا ہے کہ چھ سال کی عمر میں حضرت عائشہؓ کا نکاح اور نویں سال رخصتی ہوگئی تھی حالانکہ واقعہ یوں ہے کہ ۲ھ میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی تھی جب کہ آنحضرتؐ کی عمر پچپن سال کی تھی اور حضرت عائشہؓ اس سال پیدا ہوئی ہیں جس سال حضورؐ کو نبوت ملی اور عمر شریف چالیس سال ہوچکی تھی۔ اس لحاظ سے ۲ھ میں رخصتی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۱۵ سال ہوتی ہے دوسرا حساب یہ ہے کہ حضرت اسماءؓ سے حضرت عائشہؓ دس سال چھوٹی تھیں اور حضرت اسماءؓ ۱ھ میں ۲۷ سال کی تھیں۔ اس لحاظ سے حضرت عائشہؓ کی رخصتی ۱۸/۱۹ سال کی عمر میں ہوئی تھی اور ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے۔ بہرحال عقل آنے کے بعد شادی کرنا اس سے کہیں بہتر ہے کہ بے عقلی اور بے شعوری کی عمر میں شادی کردی جائے اس لئے یہ آرڈی نینس بھی قطعاً خلاف اسلام نہیں۔

(۵) موجودہ آرڈی نینس میں یتیم پوتے پوتیوں یا نواسے نواسیوں کو ان کے متوفی ماں باپ کی وراثت دلوائی گئی ہے اس کے متعلق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ قرآن یا حدیث میں کسی ایک جگہ بھی یہ حکم نہیں کہ یتامیٰ کو دادا، نانا کی وراثت مت دو ورنہ گنہگار ہوگے۔ بخلاف اس کے قدم قدم پر یتامیٰ کی ہر ممکن دستگیری امداد کی ترغیب یا حکم موجود ہے اور حکومت نے یہ آرڈی نینس نافذ کرکے اس کے مطابق عمل کیا ہے۔

(۶) رہا آرڈی نینس کا وہ حصہ جس میں بیوی بچوں کو نان و نفقہ اور زر مہر دلوانے کا حکیمانہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے، تو اس کے متعلق صرف یہ عرض کرنا کافی ہے کہ اگر اس سلسلہ میں یہ شرط لگا دی جائے کہ جو لوگ یہ پسند کرتے ہوں کہ ان کی لڑکیوں کو کوئی زر مہر اور نان نفقہ ہرگز نہ دیا جائے، وہ اپنے اپنے نام رجسٹر کرا دیں، تو یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی کہ اس سے کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ حکومت نے اس بارے میں جو قانون بنایا ہے وہ بالکل درست اور ضروری ہے۔

ایک ضروری بات آخر میں اور بھی سن لیجیے۔ وہ یہ ہے کہ یہ آرڈی نینس محض آرڈی نینس ہے جو تعلیمات اسلامی کی روشنی میں بنایا گیا ہے۔ یہ ناقابلِ تبدیل نہیں۔ تجربے کے بعد اگر ضرورت پیش آئے تو اس میں ترمیم، اضافہ بلکہ تنسیخ بھی ہو سکتی ہے۔ آرڈیننس ضروریات کے مطابق نافذ کیے جاتے ہیں اور جب ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو آرڈی نینس خود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ آرڈی نینس بھی اہم اور شدید ضرورت کے پیش نظر نافذ کیا گیا ہے اور ہمارے معاشرہ کی اصلاح کے لئے اس قسم کے قانون کی فوری اور شدید ضرورت بھی ہے۔

ازدواجی زندگی کے لئے

اہم قانونی تجاویز

مولانا شاہ محمد جعفر ندوی

نکاح، جہیز، طلاق، تعدد ازدواج، خلع، مہر، ترکہ۔ غرض ازدواجی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام ضروری مسائل کے متعلق نہایت صحت مند اور مدلل قانونی تجاویز جو اصل اسلام عدل اور حکمت عملی پر مبنی ہیں۔ قیمت ۲۵ء۱ روپیے

ملنے کا پتہ

سیکریٹری ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کلب روڈ۔ لاہور